مطبوعات

فقہ الزکوٰۃ۔ حصہ سوم | از علامہ یوسف القرضاوی - مترجم (عربی سے) ساجد الرحمٰن صدیقی
بہ اہتمام ادارہ معارف اسلامی، کراچی - شائع کردہ - البدر پبلی کیشنز - ۲۳ - راحت مارکیٹ
اردو بازار لاہور - قیمت مجلد - /۳۰ روپے

اس کتاب کے حصہ اول کی اشاعت پر ہم نے تعارف کرا دیا تھا۔ حصہ دوم پر بھی چند سطور مطبوعات میں لکھی گئیں۔ اب اسی کتاب کا حصہ سوم سامنے ہے۔ مختصراً پھر یہ بات عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاص زکوٰۃ کے موضوع پر اتنی بڑی اور جامع ایک ہی یہ کتاب مرتب ہو کر سامنے آئی ہے۔ علامہ قرضاوی کے علمی مرتبے کی گواہی ان کی متعدد تصانیف دیتی ہیں۔ ان کی ایک خصوصیت سلیس فصیح عربی زبان میں مطالب کو پیش کرنا ہے۔ اُن کی تحریر میں خاص کشش ہے۔

زکوٰۃ کا موضوع احیائے اسلام کی تحریکی رَو کے ساتھ ساتھ ہر مسلم مملکت میں اہمیت اختیار کر رہا ہے۔ اس بارے میں عوام اور نوجوان ہی نہیں، خواص بھی بہت کچھ جاننا چاہتے ہیں۔ اس دَور کے نظامِ معیشت نے بہت سے سوالات پیدا کر دیے ہیں۔ اُن کے جواب بھی مطلوب ہیں۔ اِن ساری ضروریات کو مؤلف نے سامنے رکھا ہے۔ فاضل مؤلف کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ چودہ سو سال پہلے کے ادارۂ زکوٰۃ کو آج کل کے نظام تمدن میں نصب ہو کر کام کرنے کے قابل دکھایا ہے اور اس مقصد کے لیے ایک خاص طرح کی ترتیب مباحث اور موجودہ ضروریات کے مطابق مناسب زبان فراہم کی ہے۔ اصل کتاب کا اردو میں ترجمہ ہونا نہ صرف اردو زبان کے سرمایہ میں اضافہ ہے، بلکہ ہمارے یہاں زکوٰۃ کے نظم کے قیام کی جو مساعی ہو رہی ہیں اُن میں ممد بھی ہے۔ ترجمہ کرنے والے نوجوان صاحب صلاحیت ہیں۔ اور ان کی تحریر مناسب ہے۔

پیشِ نظر حصہ سوم ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

مجلۂ تنظیم "خواتین یونیورسٹی نمبر" ناشر: ادارۂ تعلیمی تحقیق، تنظیم اساتذہ، پاکستان۔ (۸۔ اے ذیلدار پارک۔ اچھرہ۔لاہور) صفحات: ۲۳۴۔ قیمت نامعلوم۔

یہ ایک سلسلہ ہے مجموعہ ہائے مضامین کا جس کے تین حصے پہلے شائع ہو چکے ہیں اور یہ چوتھا ہمارے سامنے ہے۔ اس کی ترتیب کا کام دو مدیران نے مل کر انجام دیا ہے۔ ۱۔ ڈاکٹر مشتاق الرحمٰن صدیقی ۲۔ جناب ظفر حجازی۔

مجلہ کی اس اشاعت خاص میں اداریے کے علاوہ پندرہ مقالات ومضامین شامل ہیں۔ ان مقالات و مضامین کا مجموعی استدلال یہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی معاشرے کی تعمیر کے لیے مخلوط تعلیم کا خاتمہ اور اس کے قدم اول کے طور پر ایک یا زیادہ خواتین یونیورسٹیوں کا قیام ضروری ہے، دوسرے یہ کہ اسلامی احکام و اقدار کے رُو سے مخلوط معاشرے اور مخلوط تعلیم کا سلسلہ درست نہیں ہے، تیسرے یہ کہ بین الاقوامی خصوصاً مغربی دنیا کے شواہد بھی مخلوط تعلیم کی مضرتوں کو واضح کرتے ہیں۔ مقالات و مضامین کے علاوہ مختلف اوراق کی خالی جگہوں کو اہلِ علم و دانش کے اقتباسات سے مزیّن کیا گیا ہے۔ ملک میں بہت دیر سے چھڑے ہوئے ایک اہم مسئلے کے متعلق خاصا زوردار مواد فراہم کیا گیا ہے۔ پچھلے چند برس میں خواتین یونیورسٹیوں کے قیام کا وعدہ صدرِ مملکت اور اُن کے وزراء نے بار بار کیا ہے، اب اگر بیوروکریسی اس وعدہ کی تکمیل میں رکاوٹ بنتی ہے تو کم سے کم دلائل کے لحاظ سے اس قومی مطالبہ کا وزن واضح ہو جاتا ہے۔

معیارِ علماء از مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ ناشر: المکتبۃ القاسم، مسلم آباد، شالامار ٹاؤن، لاہور۔ ملنے کا پتہ: عمران اکیڈیمی۔ ۴۰ بی، اُردو بازار، لاہور۔ قیمت: ۱۵/ روپے

اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کے نام اور کام سے کون واقف نہیں، خصوصیت سے تاریخِ اسلام کے موضوع پر اُن کی خدمت بہت نمایاں ہے۔ ہم سے پہلے کی نسل صفوں کے ممتاز اور نمایاں افراد میں سے ایک ہیں۔ جن کے سینے میں اسلام سے بھی محبت تھی اور ملّت کا بھی درد۔

اس محبت و درد کے تحت مرحوم کے قلم سے یہ کتاب نکلی۔ اس کے مباحث اچھے جذبات پر مبنی ہیں۔ انہوں نے علماء کو اُن کا مقام اور ذمہ داریاں یاد دلانے کی کوشش کی ہے۔ زیادہ تر

آیاتِ قرآنی سے استدلال کیا گیا ہے، حسبِ ضرورت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا بھی ذکر ہے۔ مسائل و مباحث کا پیرایۂ بیان صاف طور پر آج سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ آج کی ذہنی فضا قدرے مختلف ہے۔ مگر اصولی باتیں اب بھی باعثِ افادہ ہیں۔

انقلابِ ایران از محمد صلاح الدین صاحب ایڈیٹر روزنامہ جسارت کراچی۔ ناشر: تکبیر پبلی کیشنز ۱۰۶-بی، بلاک ۲، خالد بن ولید روڈ، پی ای سی ایچ ایس۔ کراچی۔ صفحات ۱۴۸۔ قیمت ۲۰/- روپے

دبیز آرٹ کارڈ کے سرورق کے ساتھ سفید کاغذ پر خوبصورت طباعت کے پیرائے میں یہ کتاب وقت کی ایک اہم کتاب ہے۔ انقلابِ ایران اس دَور کا ایک ایسا بڑا واقعہ ہے جس کی مثال بعض پہلوؤں سے دُور دور تک نہیں ملتی۔ اور یہ ان سارے انقلابوں سے مختلف نوعیت رکھتا ہے، جو دَورِ جدید میں مختلف ممالک میں برپا ہوئے۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ بنیادی طور پر ایک اسلامی انقلاب ہے، جس نے ایرانی معاشرے میں حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں۔ تاریخ کو ہلا دینے والے اس انقلاب کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ دُنیا کے مسلمانوں، خصوصاً اسلامی تحریکات کے لیے بڑا ولولہ انگیز ہے، دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کے متعلق بہت سی ایسی چہ میگوئیاں ہیں، جن سے پیدا ہونے والے سوالات ذہنوں میں وجہ خلش ہیں۔

اِس کتاب کے فاضل مؤلف کو انقلاب کے بعد دو مرتبہ ایران میں جانے کا موقع ملا۔ اس کتاب کی نوعیت محض ایک سفرنامے کی ہوتی، مگر مؤلف نے انقلاب کے مالہٗ وما علیہ کو سمجھنے کے لیے قلیل وقت میں آنکھوں دیکھے حالات کے تجزیے کے ساتھ ساتھ خاص خاص لوگوں سے ملاقاتوں اور گفتگوؤں کے اتنے مواقع پیدا کیے کہ خاصی وسیع معلومات جمع کر لیں۔ علاوہ ازیں انقلاب سے متعلق شخصیتوں کے بیانات اور دیگر اخباری معلومات کو بھی پیشِ نظر رکھا۔ مشاہدہ و غور و فکر کے ماحصل کو انہوں نے اس سوال کے جواب میں مرتب کیا کہ "کیا کھویا؟ کیا پایا" دنیا کی ہر تحریک، ہر انقلاب اور ہر قیادت کے لیے یہ سوال اہم ترین سوال ہوتا ہے اور اس کے جواب میں اگر "بیلنس شیٹ" صحیح معلومات اور اخلاص و دیانت سے بے لاگ طور پر مرتب کر لی جائے تو اُمید افزا کامیابیاں اور پریشان کن مسائل دونوں سامنے آجاتے ہیں اور گاڑی چلانے والے

ہاتھ گاڑی کے رخ اور رفتار کو درست کر سکتے ہیں۔

یہ کام محمد صلاح الدین صاحب نے ایران اور عالم اسلام کی سچی خیر خواہی سے انجام دیا ہے۔ اور انقلاب ایران اور اس کی کامیابیوں کو پوری طرح سراہا ہے، مگر ساتھ کے ساتھ ان مشکلات اور پیچیدگیوں کا حساب بھی مرتب کر دیا ہے جو انقلاب کے سامنے موجود ہیں۔ محمد صلاح الدین صاحب کا اصل جذبہ یہ ہے کہ بروقت ان مشکلات اور پیچیدگیوں کو حل کرنے کی فکر کی جائے۔ وہ ان چیزوں کو بیان کر کے خوش نہیں ہیں جیسے کوئی مخالف خوش ہو سکتا ہے۔ وہ تو اس طرح بات کر رہے ہیں جیسے ایک بھائی دوسرے بھائی سے اس کی بھلائی کے لیے بات کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انقلاب ایران کی سچی اور مکمل کامیابی کے ہم سب خواہاں ہیں، کیونکہ خدانخواستہ اگر ذرا سی ناخوشگوار بات بھی کبھی سامنے آئے تو وہ ہم سب پر اثر انداز ہوتی ہے، یعنی پورے عالم اسلام پر۔

میری خواہش ہے کہ نہ صرف پاکستان کے مختلف الخیال قارئین اور ایران کے پاسداران انقلاب اور شہری بلکہ سربراہانِ انقلاب اس تجزیے کا مطالعہ محبت سے کریں اور ان ممکنہ خطرات کے سدِ باب کی فکر کی جانی چاہیے جن کا احساس مؤلف نے کیا ہے۔

سر سید کی کہانی اُن کی اپنی زبانی راوی الطاف حسین حالی۔ مؤلف: ضیاء الدین لاہوری۔ ناشر: ادارۂ تصنیف و تحقیق پاکستان۔ کراچی۔ کتاب ملنے کے چار پتوں میں سے ایک: مکتبۂ رشیدیہ لمیٹڈ۔ ۳۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ مجلد ۱۰۹ صفحات۔ قیمت ۱۵/ روپے

اس مختصر کتاب میں سر سید کی شخصیت، اُن کے دینی افکار، ان کی تعلیمی جدوجہد اور انگریزی حکومت کے متعلق اُن کے نقطۂ نظر کی ایک جھلک سامنے آجاتی ہے۔ زیادہ تر مواد مولانا الطاف حسین حالی کی حیاتِ جاوید سے اخذ کردہ ہے۔ ترتیب نئی ہے اور مؤلف نے عمدہ کچھ بحثیں اٹھائی ہیں۔

میرے دیرینہ نقطۂ نظر کے مطابق سر سید ہماری قوم کے دورِ شکست کے ذہنی قائد بنے۔ انہوں نے شکست کی حقیقت کے اعتراف کو نقطۂ آغاز بنایا۔ دورِ شکست کی قیادت کے لحاظ سے ہم انہیں زیادہ سے زیادہ الاؤنس دینا چاہتے ہیں۔ مگر دو باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے بعد کے

معاشرے پر ایسے بُرے اثرات پڑے کہ اُن کا نوٹس لیے بغیر چارہ نہیں:
ایک یہ کہ انگریزوں اور اہلِ مغرب کی فکر و دانش، اُن کی معاشرت اور اُن کی ثقافت کے لیے ہمارے ہاں مرعوبیت تیزی سے پھیلی اور وہ طبقہ پیدا ہوا جو "دیسی انگریز" کی حیثیت رکھتا ہے۔
دوسری یہ کہ سرسید کی تحریروں سے دینی اعتقادات، اُمورِ غیب، تاریخ انبیاء، معجزات اور جہاد وغیرہ کے متعلق مسلمانوں میں ایک انحرافی نقطہ نظر فروغ پانے لگا۔ جس کی انتہا بعض طبقوں کو الحاد اور سیکولرازم تک لے آئی ہے۔
مؤلفِ کتاب کا ذہن بڑا صحت مندانہ ہے کہ انھوں نے روشِ عام سے ہٹ کر سرسید کی متذکرہ دونوں کمزوریوں پر اپنے انداز میں تنقیدی گرفت کی ہے۔

اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم از جناب محمد یوسف لدھیانوی۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ صفحات: ۲۴۰ ہدیہ بلا جلد ۱۶/- روپے

رسالہ بینات کا یہ خاص نمبر جو عنوانِ متذکرہ کا حصہ دوم ہے، مئی ۸۲ء کا شمارہ ہے۔ اس میں ایک طویل استفتاء کے جواب میں فاتحہ خلف الامام، آمین، رفع یدین، ترجیع اذان، افراد اقامت، تکبیراتِ عیدین، سجدۂ سہو، مسائل وتر، نماز جنازہ اور جمعہ فی القریٰ جیسے مسائل حنفی مسلک کے مطابق بیان کیے گئے ہیں۔
مگر جہاں اِس خاص نمبر میں زورِ استدلال سے حنفی مسلک کو صحیح مسلکِ اعتدال ثابت کیا گیا ہے وہاں پورا زور اس بات پر بھی صرف کیا گیا ہے کہ اس طرح کے مسائل کا اختلاف چونکہ احادیث کی صحت و عدم صحت، اُن سے طریقِ اخذِ ہدایت و استنباطِ مسائل، اور ان کے ناسخ منسوخ ہونے سے ہے اور چونکہ صدرِ اول سے بعض اُمور میں اختلاف موجود ہے یا سنت ہی میں ایک سے زائد طریقوں پر چلنے کی گنجائش موجود ہے۔ اسی وجہ سے اِن مسائل میں تشدد و تفریق روا نہیں۔ جو شخص کسی دوسرے فقہی مدرسۂ فکر سے متعلق ہے اور کوئی دوسرا مسلک سنت سمجھ کر اختیار کرتا ہے وہ بھی برحق ہے۔ اس نقطۂ نظر

کے حق میں ص ۹۳ کا ایک فقرہ ملاحظہ ہو!

"اگر آپ سمجھتے ہیں کہ حدیث لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے مطابق فاتحہ مقتدی کے ذمہ بھی فرض ہے اور اس کے بغیر ــــ اس کی نماز نہیں ہوتی تو بلاشبہ آپ کو اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے، لیکن آپ کا یہ اجتہاد دوسروں پر حجت نہیں ہوسکتا۔"

بینات کا یہ نمبر اس قابل ہے کہ اسے پڑھا جائے، نیز جس نقطۂ نظر کو اس میں پیش کیا گیا ہے، اُسے تقاریر اور گفتگوؤں اور بحثوں میں ملحوظ رکھنا چاہیے۔ بلکہ کاش کہ ایسا ممکن ہوتا کہ مختلف مسلکوں کے علماء ایک جگہ جمع ہو کر کانفرنس کرتے اور ایسے تمام کلامی اور فقہی مسائل کی نشاندہی کر دیتے کہ جن میں ہر کوئی اپنے اپنے مطالعہ و تحقیق کے مطابق کسی مسلک پر چل سکتا ہے اور ان امور میں تکفیر و تفسیق اور تفرقہ انگیزی کی حرکات نہیں کی جائیں گی، نہ مسجدیں الگ کی جائیں گی اور نہ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھنے کو ناجائز قرار دیا جائے گا۔

آج جبکہ الحاد اور لادینیت اور اخلاقی زوال کا ایک طوفان اُمڈ رہا ہے۔ ان فروعی مسائل پر لڑنے کے بجائے اصل ایمانیات پر تمام گروہوں کو متفق ہو کر ساری لڑائی طاغوتی نظریوں اور تحریکوں کے خلاف لڑنی چاہیے۔

(بقیہ سیکولرازم)

نظریہ ہے جس کی بنیاد افادیت پسندی، مادیت پسندی اور نظریاتی الحاد پر ہے، اس کی بنا پر ریاست اُسے تمام عوامی اداروں پر نافذ کرتی ہے، ان میں سکول بھی شامل ہیں (۳۱ دسمبر ۱۹۵۹ء) چرچ کے اس رویے کو وٹیکن نمبر ۲ کے ان اعلانات سے مزید تقویت حاصل ہوئی جن میں ذہنی عقائد کی مکمل خود مختاری کو تسلیم کیا گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں عیسائیوں کو اپنی پسند کا سیاسی نظام اختیار کرنے کی آزادی مل گئی۔ گویا ریاستی ڈھانچہ کی دونوں انتہاؤں کے باہر رہ کر چرچ اپنی سرپرستی کو باقی رکھنے کا دعویٰ کر رہا تھا، حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو عملی طور پر چرچ نے ریاست اور مذہب کی علیحدگی کو تسلیم کر لیا تھا۔ اور یہی حکومت چاہتی تھی۔